الکتاب والحکمۃ

عزیز زبیدی۔ وار برٹن

ملکیّتِ زمین

إِنَّ الْأَرْضَ لِلّٰهِ (پ۹۔ اعراف ع۱۵)

"زمین اللہ ہی کی ہے"۔

کیونکہ وہ اس کا خالق اور مالک ہے اور پوری طرح وہ اس کے قبضۂ قدرت میں ہے۔ اس کی مرضی اور منشا کے سامنے عاجز اور تابع فرمان ہے۔

فَقَالَ لَهَا وَلِلْأَرْضِ ائْتِيَا طَوْعًا أَوْ كَرْهًا قَالَتَا أَتَيْنَا طَائِعِينَ (پ۲۴۔ حم السجدہ ع۲)

"تو اس (کبر) کو اور زمین کو حکم دیا کہ تم دونوں (میرے حضور لگے) آؤ! خوشی خوشی یا زبردستی (بہر حال آنا ہوگا) دونوں نے عرض کیا کہ (حضور) ہم خوشی سے حاضر ہیں"۔

زمین اللہ کی ملکیت ہے، یہ قید احترازی نہیں، اتفاقی ہے، کیونکہ جو بھی شے ہے، سب اس کی ملکیت اور غلام ہے۔ "شے" کا مفہوم ہی یہ ہے کہ: وہ چیز جس کا وجود اور ظہور کسی برتر ہستی کی مشیت، کا تقاضا ہو۔

جو سوشلسٹ ٹولہ، خدا کی ہستی کا قائل نہیں ہے، وہی اس آیت کو پیش کر کے بندگانِ خدا کی "عدم ملکیت زمین" کا اثبات کرتا ہے۔ دراصل یہ وہ لالچی اور دوں ہمت "اباحی" ٹولہ ہے، جو چاہتا ہے: کہ کسی روک ٹوک کے بغیر ہر شے کا مزہ چکھے، جو خود کمایا اس کا بھی اور جو کسی نے کمایا اس کا بھی ــ انھوں نے "فکر و نظر اور علم و ہوش" سے معیارِ فضیلت چھین کر "ہتھوڑے اور درانتی کھینچنے والے ہاتھوں" کو تھما دیا ہے، گویا کہ ان کے نزدیک انسان سے حیوان افضل ہے، ہل چلانے والے کی بہ نسبت بیل برتر ہے۔

خدا کی ملکیت صرف زمین تک محدود نہیں، ذرہ ذرہ پر اس کی حکومت حاوی ہے تو کیا کچھ بھی انسان کی ملک میں نہ رہے؟ تنور سے آپ جو روٹی لاتے ہیں اور دکان سے جو دال خرید کر کھاتے ہیں، آپ اگر اس کے پس منظر پر نظر ڈالیں تو آپ یہ دیکھ کر حیران رہ جائیں کہ روٹی اور دال بننے تک کتنی قدرتی اور غیر قدرتی طاقتوں نے اپنی توانائیاں کھپا کر ان کو جنم دیا تب

جا کر کہیں وہ آپ کے منہ کا تر نوالہ بنیں۔ تو پھر محض دو ٹکے دے کر آپ ان کے مالک کیسے بن گئے۔ کوئی زور آور اگر آپ سے چھین کر لے اڑا لے تو دوسرے کے لیے وہ آخر کیوں ناجائز قرار پائے؟ دراصل ایسی باتیں وہ لوگ کرتے ہیں جن کا ہاتھ دوسرے کے مال میں ہوتا ہے، اگر وہی ہاتھ ان کے مال میں جا پڑیں تو یقیناً وہ ایسی اباحی باتیں نہ کریں اور نہ پھر کسی کی ملکیت کی حکمتیں اور فلسفے اگلنے لگیں۔

یہ زمین اللہ کی ملکیت ہے۔ اس نے خود ہی ابن آدم کو اس پر بسایا ہے اور اسے یہ حق دیا ہے کہ وہ اس سے استفادہ کرے۔

وَلَكُمْ فِي الْأَرْضِ مُسْتَقَرٌّ وَّمَتَاعٌ إِلَىٰ حِينٍ (پ ۱۔ بقرہ ع ۴)

"اور تمہیں ایک وقت تک زمین میں ٹھہرنا اور برتنا ہے۔"

یہ قیام اور برتنا جانوروں جیسا نہیں ہے کہ جہاں سے چاہا اور جتنا چاہا کھا پی لیا، کیونکہ اس طرح تو انسان کی زندگی "تصادم" سے عبارت بن جاتی، طاقتور کمزور کو بھٹکا کر چھا جاتا، اس سے جو طاقتور ہوتا وہ اسے مار بھگاتا، بس شب و روز اسی لتاڑ پچھاڑ میں گزر جاتے۔ یہ جینا انسان کے لیے دوبھر ہو جاتا۔

منکر خدا سوشلسٹ کے لیے بھی آج اس فلسفہ کو قبول کرنا ممکن نہیں ہے۔ ایسے فلسفے پر زندگی کی تخریب تو ممکن ہے تعمیر ناممکن ہے۔ یہ وہ باتیں ہیں جس کو ہر انسان محسوس کر سکتا ہے، لیکن سیاسی شاطروں نے عوام کو گرما کر ان کی مقید محنتوں کی بنیادوں پر اپنی بے قید عشرتوں کے محل اور عشرت کدے تیار کر ڈالے ہیں مگر عوام ان جیب کترے شاطروں کو سمجھنے سے اب بھی قاصر ہیں — آج جوان کے خواص کو آرام، چین اور وسائل زیست مہیا ہیں اور مزدوروں کے خون پسینہ کی کمائی کے نتیجے میں مہیا ہیں وہ ان عوام اور مزدوروں کو خوابوں میں بھی نظر نہیں آ سکتے — عوام کالانعام ہوتے ہیں جو موہوم امیدوں پر نقد بھی ہار بیٹھتے ہیں۔ آج وہ سبز باغوں کے افسانے سن سن کر دل کو بہلاتے ہیں اگر افسوس پہلے سے زیادہ ذلیل و خوار ہو رہے ہیں، جو آتا ہے انہیں استعمال کرتا ہے، وہ یہ استعمال ہوتے آرہے ہیں۔ اور استعمال ہو کر شیخ چلی کی طرح سوچنے لگ جاتے ہیں کہ کل جب اٹھیں گے تو اس کے عوض صبح کو ان کے دروازے پر ایک کار کھڑی ہوگی، ایک محل میں آنکھیں کھلیں گی، عیش و عشرت کے سامان دست بستہ کھڑے ہوں گے اور یہ راج دلارے شاہزادوں جیسی زندگی گزاریں گے

— مگر جب آنکھ کھلی تو یار دوستوں نے کہا کہ: چلیے صاحب! یہ درانتی اور یہ پھاوڑا اور کدال پکڑیے! اور اتنے گھنٹے جبت کر کام کیجیے۔ تنہا تم نہیں، اپنی بیوی، معصوم بچے بوڑھے ماں باپ کو بھی

ہانک کرلے جائیے! اگر ان کو کھانا ہے تو کمانا بھی چاہیے! ہاں شیر خوار بچوں کو ہسپتال چھوڑ جائیے وہاں ان کی دیکھ بھال ہوگی ــــ یہ وہ حیوانیت ہے جو حیوانوں کے لیے بھی قابلِ برداشت نہیں۔ جو کتیا بچے دیتی ہے وہ بھی یہ برداشت نہیں کرتی کہ کوئی اس کے بچے اس سے چھین کر لے جائے، چہ جائیکہ وہ خود جا کر اس کے حوالے بھی کر آئے۔

بہرحال یہ اللہ کی زمین ہے جس سے استفادہ کرنے کے لیے اللہ تعالیٰ نے انسانوں کے نیچے بچھا دیا ہے۔ چنانچہ انسانوں نے حسبِ صلاحیت اس سے کام لیا ہے، لے رہے ہیں اور لیتے جائیں گے۔ اس سے پانی نکالا، تیل کشید کیا، کوئلہ، چاندی، سونا اور دوسری مختلف دھاتیں اور گیسیں برآمد کیں۔ کسی نے خوشگوار حصے پر ڈیرے ڈالے، بعض نے زرخیز زمینوں کو حاصل کیا۔ کسی جگہ کسی نے جھونپڑا بنایا، کسی نے کوٹھا اور کسی نے ایوانِ شاہی اور فلک بوس محلات تعمیر کیے!

الغرض جو جس سے بن پڑا، کیا! اور دنیا نے اس کی تخلیقات کا احترام اور اعتراف کیا۔ اب کچھ عرصے سے زمین کے سلسلے میں تو باتیں چل نکلی ہیں لیکن دوسرے دائروں میں پوری طرح خاموشی طاری ہے۔ یہ کبھی سوال نہیں اٹھایا گیا کہ بعض لوگوں کے پاس وسیع اور عریض کوٹھیاں کیوں ہیں، جس کوٹھی میں پندرہ کنبے سر چھپا سکتے ہیں، وہ کسی فردِ واحد کے پاس کیوں ہے؟ کوئی اتنی بڑی عمارت کو کیا کرے گا، جہاں ایک شخص کو زہرہ گداز محنت کرنے کے بعد قوتِ لایموت حاصل ہوتی ہے وہاں فلاں حکمران کو ہزاروں شاہی نخروں کے علاوہ انواع و اقسام کے کھانے، کپڑے، سواری اور دوسرے سامانِ عیش کیوں میسر ہیں ــــ؟ ہاں جب بات یہ چلی کہ: فلاں شخص حکومت کرتا ہے اور ہم اس کی نوکری کرتے ہیں، تو قومی نمائندوں کا فریب دے کر جمہوریت کی شراب سے لوگوں کو بے خود کر ڈالا ہے، اب وہ سمجھنے لگے کہ گویا ہم بھی حکمران ہیں۔ حالانکہ جو حکمران ہے وہی حکمران ہے، دوسرے سو کہیں کہ ہم بھی حکمران ہیں مجذوب کی بڑسے زیادہ اس کی کوئی حیثیت نہیں ہوگی۔

ہمارے نقطۂ نظر سے جس طرح زندگی کی دوسری کمائیوں کا مالک کمانے والا آپ ہوتا ہے، وہ کمائی اس کی ضروریات سے وافر ہو یا نہ ہو۔ اسی طرح زمین بھی اگر جائز طریقے سے حاصل کردہ ہے تو وہ بھی خواہ کتنی ہو، اس کا وہ جائز مالک ہے، خود کاشت کرے یا کسی سے کرائے۔ وہ ہر طرح کا اختیار رکھتا ہے۔

وَاضْرِبْ لَهُمْ مَثَلًا رَّجُلَيْنِ جَعَلْنَا لِأَحَدِهِمَا جَنَّتَيْنِ مِنْ أَعْنَابٍ وَحَفَفْنَاهُمَا بِنَخْلٍ وَجَعَلْنَا بَيْنَهُمَا زَرْعًا ۝ كِلْتَا الْجَنَّتَيْنِ آتَتْ أُكُلَهَا وَلَمْ تَظْلِمْ مِنْهُ شَيْئًا وَفَجَّرْنَا

خِلٰلَهُمَا نَهَرًا ۝ وَّكَانَ لَهٗ ثَمَرٌ (الکہف ع ۵)

"(اے اللہ کے رسولؐ!) آپؐ ان لوگوں سے ان دو شخصوں کی مثال بیان کریں، جن میں سے ایک کو ہم نے انگور کے دو باغ دے رکھے تھے اور ہم نے ان کے گرداگرد کھجور کے درخت لگا رکھے تھے اور ہم نے دونوں (باغوں) کے بیچ بیچ میں کھیتی (بھی) لگا رکھی تھی، دونوں باغ اپنے پھل (خوب) لائے اور پھل (لانے) میں کسی طرح کی کمی نہ کی اور دونوں باغوں کے درمیان ہم نے نہر بھی جاری کر رکھی تھی، تو باغوں کے مالک کے پاس (ہمہ وقت طرح طرح کی) پیداوار موجود رہتی تھی۔"

ان آیات میں جن دو باغوں کا ذکر ہے، ظاہر ہے کہ وہ کوئی چھوٹی سی مرلے مرلے کی کرئی کیاری نہیں ہوگی، کیونکہ دونوں کے درمیان قابلِ زراعت زمین بھی باقی تھی، اور ان کے درمیان نہر بھی چلتی تھی —— درمیان میں نہر کے جاری ہونے سے اندازہ ہوتا ہے کہ وہ کافی اور وافر رقبہ تھا جو فردِ واحد کی خود کاشت سے کہیں زیادہ ہو سکتا ہے۔ ایسے رقبہ کے متعلق فرمایا کہ: یہ خدا نے ان کو عطا فرمایا تھا۔ گویا کہ وہ اس کی جائز ملکیت تھی، قابلِ زراعت وہ رقبہ گو ذاتی ضروریات سے زیادہ تھا تاہم اس کا مالک فردِ واحد تھا اور اسے جائز مالک تصور کیا گیا ہے۔

اہم اعلان

قارئینِ کرام بخوبی آگاہ ہیں کہ غزنوی و صدیقی نمبر کے بعد ادارہ "الاسلام" نے شیخ الاسلام

محمد بن عبد الوہاب رحمۃ اللہ علیہ

کی دعوت و سیرت اور کارہائے نمایاں پر مشتمل خصوصی اشاعت کی ترتیب شروع کر رکھی ہے اور اس کے بہت سے ابتدائی مراحل طے ہو چکے ہیں —— اس کے ساتھ ساتھ اب ..... "الاسلام" نے یہ بھی فیصلہ کیا ہے کہ برصغیر کے نامور عالمِ دین سابق امیر جمعیۃ اہلحدیث مغربی پاکستان اور سابق مہتمم جامعہ محمدیہ گوجرانوالہ

شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد اسمٰعیل سلفی رحمۃ اللہ علیہ

کی دینی و ملی خدمات اور حالاتِ زندگی پر مشتمل ایک شاندار نمبر شائع کیا جائے گا۔ (ان شاء اللہ)

لہٰذا اہلِ قلم احباب سے التماس ہے کہ وہ شیخ الاسلام رحمۃ اللہ علیہ سے متعلق مضامین کے ساتھ ساتھ مولانا سلفی رحمۃ اللہ علیہ پر بھی اپنے مضامین نظم و نثر، مکاتیب اور دیگر متعلقہ کوائف ارسال فرمائیں تاکہ ان اہم ذمہ داریوں سے کما حقہٗ عہدہ برآ ہوا جا سکے۔

(ادارہ "الاسلام" چوک نیائیں گوجرانوالہ)